❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت تربیت
وقت 5-7منٹ

دل کی گلیوں میں اعتکاف

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا (بنی اسرائیل:37)

یقیناً کان اور آنکھ اور دل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔

سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں
اِس جائے پُر عذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

(درِثمین)

معزز سامعین! گزشتہ دنوں جب "قندیل ادب" انٹرنیشنل لندن کا اپریل 2026ء کا شمارہ میری آفس ٹیبل کی زینت بنا تو اس میں جناب نعیم اللہ باجوہ آف آسٹریلیا کی ایک مختصر تحریر بعنوان "دل کی گلیوں میں اعتکاف" بھی نظروں سے گزری۔ چونکہ آج کل خاکسار انسانی اعضاء کے درست اور برمحل استعمال پر قلم کشائی کر رہا ہے۔ اس لئے "دل" کے لفظ نے کشش پیدا کی اور پڑھنے بیٹھ گیا۔ تو اس تحریر کے بعض حصّوں اور عنوان نے خاکسار کی طبیعت پر بہت اثر کیا اور طبیعت اس پر مزید لکھنے کو مائل ہوئی۔ جناب نعیم اللہ باجوہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"ایک گوشے میں صبر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کی خاموشی میں ایک عمیق وقار تھا۔ جیسے وہ کسی مکالمے کا نہیں بلکہ کسی بیداری کے لمحے کا منتظر ہو۔ قریب ہی زُہد ایک پُرانی دیوار سے ٹیک لگائے تھا۔ مگر اس کے چہرے پر وہ روشنی نہ تھی جس کا ذکر اہلِ دل کی حکایتوں میں سنا تھا۔ اسی لمحے دل میں ایک فیصلہ پیدا ہوا کہ اب اس ویرانی کو یوں نہیں رہنے دینا۔ یہ گلیاں دوبارہ آباد کرنی ہیں۔ مَیں نے اپنے وجود کی جھاڑو اُٹھائی۔ اپنی نیتوں، سوچوں اور یادوں کے کونوں کو صاف کرنا شروع کیا۔ خواہشوں کے بکھرے پتوں کو سمیٹا۔ حسرتوں کی گرد کو جھاڑا اور ندامت کے آنسوؤں سے زمین کو دھو دیا۔ اسی اثنا میں ایک صوفیانہ حکمت دل میں گونجی۔ دل کا حُجرہ جب تک دنیا کے سامان سے خالی نہ ہو۔ معرفت کی روشنی اس میں ٹھہر نہیں سکتی۔ مَیں نے ایک ایک بوجھ دل سے اُتارنا شروع کیا۔ جو حسرتیں روح پر بوجھ بن چکی تھیں انہیں وقت کے حوالے کر دیا۔ جو خوف راستہ روک رہے تھے انہیں تقدیر کے سپرد کر دیا۔ جب دل کا آنگن ہلکا ہونے لگا تو ایک عجب سی وسعت پیدا ہونے لگی۔ پھر ایک رات ایسا ہوا کہ خاموشی کے اندر سے ایک نرم سی روشنی اُبھری۔ ایسا محسوس ہوا جیسے دل کے کسی بند دروازے پر دستک ہوئی ہو اور اندر سے ایک بھولا ہوا راز جاگ اٹھا ہو۔ یہ اعتکاف کا پہلا انعام تھا کہ انسان اپنے آپ سے آشنا ہونے لگتا ہے۔ اسی لمحے محسوس ہوا کہ روشنی نے دل کے دروازے پر دستک دی ہے۔ اس نے جیسے سرگوشی میں کہا جب دل کی گلیاں خواہشوں کے ہجوم سے خالی ہو جائیں تو سکون ان میں آکر بس جاتا ہے اور جب سکون آجائے تو معرفت کے چراغ خود بخود جل اٹھتے ہیں تب مجھے معلوم ہوا کہ اعتکاف صرف مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھنے کا نام نہیں بلکہ دل کی گلیوں کو صاف کرنے کا عمل ہے۔ جب انسان اپنے باطن کی دھول جھاڑ دیتا ہے تو اس کے اندر ایک نیا شہر آباد ہونے لگتا ہے اور پھر وہ لمحہ آتا ہے جب دل کی انہی خاموش گلیوں میں نور قدم رکھتا ہے اور انسان جان لیتا ہے کہ اصل سفر باہر کی دنیا میں نہیں بلکہ اپنے اندر کی طرف ہوتا ہے۔ وہی لمحہ دراصل اعتکاف کی معراج ہے جب انسان اپنے دل کے شہر میں رب کی موجودگی کا احساس کر لیتا ہے اور پھر اس بستی کی ہر گلی نور سے بھر جاتی ہے۔" (ماہنامہ قندیل ادب اپریل 2026ء صفحہ 32)

تقریر میں تفصیل سے آگے بڑھنے سے قبل تقریر کے موضوع پر گفتگو کرنی ضروری ہے سب سے اوّل دل کو لیتے ہیں جو انسانی جسم میں ایک ایسا عضو ہے جو سینے میں ہوتا ہے اور جس پر انسانی زندگی کا انحصار ہے اس کا کام گندے خون کو صاف کر کے جسم کی تمام رگوں تک پہنچانا ہے اس کی حرکت بند ہو جائے تو انسان کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ دل کے مختلف نام ہیں جیسے قلب، صدر، فؤاد اور اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کی غرض سے مسجد میں ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں دو جگہ اعتکاف کا ذکر فرمایا ہے سورۃ البقرہ آیت 126 میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو معتکفین کے لیے مساجد کو صاف رکھنے کی ہدایت ہے جبکہ سورۃ البقرہ آیت 188 میں مساجد میں اعتکاف کرنے والوں کو ازدواجی تعلقات سے منع فرمایا ہے۔ آج کے موضوع میں اعتکاف سے مراد اپنے آپ کو مادی آلائشوں اور گندگیوں سے پاک وصاف کرنے کی خاطر بیٹھنے کے ہیں۔ بیٹھنا بھی دل میں ہے جو خود صفائی کا کام کرتا ہے یہ کیا خوب سبق ہے دل بھی صاف کرنے کو تیار اور جو اس کے اندر آنا چاہتا ہے اس کی نیّت بھی صفائی کی ہے۔

سامعین! دل کے لیے تمام زبانوں میں ایک سے زائد الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ عربی زبان میں قلبُ، فواد اور صَدرٌ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ چونکہ ان میں سے قلبُ کا استعمال بہت عام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں 150 کے قریب یہ لفظ مختلف صیغوں میں استعمال فرمایا ہے اور ایک طرف انسان کی بہت کی خوبیوں اور صفاتِ حسنہ کو دل سے باندھا ہے اور دوسری طرف بہت سی بُرائیوں، انسانی کمزوریوں کو دل سے جوڑ کر دل کو صاف کرنے، درست رکھنے اور اپنے خالق حقیقی کی طرف مائل ہونے کو کہا ہے۔ چونکہ دل کے اندر اعتکاف کرنے کا مضمون بیان ہو رہا ہے اس لئے دل کی اہمیت، کیفیت اور ضرورت کا بیان ضروری ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے مسجد میں اعتکاف کرنے کے لیے مسجد کی اہمیت اور برکات بیان کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قلبُ کے ساتھ غَلِيظَ الْقَلْبِ یعنی سخت دل (ال عمران:160) اور قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنی متکبّر اور سخت جبّار دل (المومن:36) بیان کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر روحانی مرض (بیماری) کو دل کی آماجگاہ قرار دے کر مؤمنوں کو دل کی صفائی وستھرائی کی طرف توجہ دلائی ہے جیسے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا (البقرہ:11) کہ ان منافقین کے دل میں بیماری ہے جسے اللہ نے بڑھا دیا ہے۔ جب وہ اصلاحِ قلب کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے دلوں کو اندھا بھی قرار دیا (الحج:47) اور عقل کے اندھے یعنی عقل سے کام نہ لینے والا دل قرار دیا ہے اور مُہر لگا کر بند کر دیا کہ وہ سمجھنے کے قابل نہیں (البقرہ:8)۔ دل کی انہی سختیوں کو قرآنِ کریم نے اقفال یعنی قفل بمعنی تالے قرار دیا ہے۔ قرآن کریم ہی میں اگر قلب کو اچھے معنوں میں دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے بِقَلْبٍ سلیم (الصافات:85) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے ربّ کے حضور قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بِقَلْبٍ منیبٍ کے الفاظ سورۃ ق آیات 34-35 میں یوں استعمال فرمائے۔ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ یعنی جو رحمان سے غیب میں ڈرتا رہا اور ایک جھکنے والا دل لئے ہوئے آیا ہے۔ دل کے لیے اچھے معنیٰ مختلف انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ قرآنِ کریم میں بیان 150 کے قریب دل کی صفات کو ایک یا دو تقاریر میں بیان کرنا مشکل ہے تاہم ایک صفت اَور بیان کر کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ، أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ (الرعد:29) (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

سامعین! قرآنِ کریم کے بعد فرمودات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمبر آتا ہے۔ اس ضمن میں مَیں آپ بھائیوں کے سامنے تین احادیث رکھنے جا رہا ہوں جن کا تعلق دل سے ہے۔ جہاں ایک مؤمن کو معتکف ہو کر دل کو تمام آلائشوں اور گندگیوں سے پاک وصاف کرنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارے شکلوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

(مسلم کتاب البرّو الصلتہ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ ایم اے اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اس حدیث میں جو قلب کا لفظ بیان ہوا ہے۔ اس سے دل اور دماغ دونوں مراد ہیں جنہیں انگریزی میں ہارٹ (Heart) اور مائنڈ (Mind) کہتے ہیں کیونکہ قلب کے لفظی معنی کسی نظام کے مرکزی نقطہ کے ہیں اور دل اور دماغ دونوں اپنے اپنے دائرہ میں جسمانی نظام کا مرکز ہیں۔ دماغ ظاہری احساسات کا مرکز ہے اور دل روحانی جذبات کا مرکز ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قلوب اور اعمال کا لفظ استعمال کر کے اشارہ فرمایا ہے کہ بے شک جسمانی حُسن اور ظاہری مال و دولت بھی خدا کی نعمتیں ہیں اور انسان کو ان کی قدر کرنی چاہیے لیکن وہ چیز جس کی طرف خدا کی نظر ہے انسان کا قلب اور اس کے اعمال ہیں لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جمال ومال اور دنیا کی دوسری نعمتوں پر فخر کرنے کی بجائے اپنے دل ودماغ کی اصلاح اور اپنے اعمال کی درستی کی فکر کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ یہ جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کے قلب اور اس کے اعمال کی طرف دیکھتا ہے اس سے صرف یہی مراد نہیں کہ قیامت والے حساب کتاب میں انہی چیزوں کا وزن حاصل ہو گا بلکہ ان الفاظ میں یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ اس دنیا میں بھی حقیقی وزن دل کے جذبات اور دماغ کے احساسات اور جوارح کے اعمال کو حاصل ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جس قوم کے افراد کو یہ نعمت حاصل ہو جائے یعنی ان کا دل اور ان کا دماغ اور ان کے ہاتھ پاؤں ٹھیک رستہ پر چل پڑیں اس کی ترقی اور اس کے لئے نعمتوں کے حصول کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 35-36)

اب دیکھیں! اپنے گھروں میں جب کسی مہمان کی آمد ہوتی ہے۔ کسی بچی کا رشتہ دیکھنے کے لئے کچھ مہمان آ رہے ہوں تو گھر کو اندر و باہر سے صاف کیا جاتا ہے۔ افراد خانہ نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں۔ جب خالق کائنات نے بطور مہمان آپ کے دل میں نظر ڈالنے آنا ہے تو اُسے صاف سُتھرا کرنا کتنا ضروری ہے۔ ہم نے جانوروں میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے سونے، بیٹھنے اور لیٹنے کی جگہ کو صاف سُتھرا رکھتے ہیں یا صفائی کر کے لیٹتے ہیں۔ ہم تو اشرف المخلوقات ہیں۔ ہمیں تو جہاں اعتکاف کرنا ہے جہاں ہم نے بیٹھنا ہے اس کو پاک و صاف رکھیں تا اس کی صفائی سے باقی جسم بھی صاف ستھرا نظر آئے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سنو! انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو اگر اچھا ہے تو سارا جسم اچھا ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سمجھو! تمہارا سارا جسم خراب ہے اور سُن لو وہ "دل" ہے۔

(بخاری کتاب الایمان)

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ اس حدیث کے تحت تحریر کرتے ہیں۔

"اس حدیث میں نفس کی اصلاح کا لطیف فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ انسان کے تمام اعمال کا منبع اس کا دل ہے اگر انسان کے دل میں نیک اور پاکیزہ جذبات ہوں گے تو اس کے سارے اعمال لازمًا نیکی کے رستہ پر چلیں گے لیکن اگر دل کے جذبات ناپاک اور گندے ہوں گے تو اعمال بھی لامحالہ گندے رستہ پر پڑ جائیں گے کیونکہ دل کے جذبات بیج کا رنگ رکھتے ہیں اور عمل وہ درخت ہے جو اس کے بیج سے پیدا ہوتا ہے۔ پس اصلاح کے لئے اصل فکر دل کی ہونی چاہیے۔ اگر قوم کے لیڈر اور ملک کے اخبارات عوام الناس کے دلوں میں اور کالجوں کے پروفیسرز اور سکولوں کے اساتذہ طلباء کے دلوں میں اور والدین اپنے بچوں کے دلوں میں نیک جذبات پیدا کر دیں اور ان میں خدا کی محبت اور رسول کی محبت اور دین کی محبت کے ساتھ ساتھ قوم کے درد اور خدمت اور قربانی اور صداقت اور دیانت کا بیج بو دیں تو پھر نیک اعمال کے لئے علیحدہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ دل کا تقویٰ خود بخود عمل صالح کا درخت اُگانا شروع کر دے گا لیکن اگر دل خراب ہے تو پھر عمل کا درخت اوّل تو اُگے گا ہی نہیں اور اگر اُگے گا تو فورًا ہی ٹھٹھر کر ختم ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے!

حق یہی ہے کہ انسان کا دل اس کے تمام نیک اعمال کا منبع اور مَولَد ہے۔ اگر دل ٹھیک ہو تو ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور آنکھ کے اعمال خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن اگر دل گندہ ہو تو انسان کے ہر عمل میں گندگی اور نجاست کی بُو پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان اگر بظاہر نیک عمل بجالاتا بھی ہو تو اس کے اعمال میں خشک نقالی یا منافقانہ ریا کے سوا کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔ پس ہر مصلح کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے دل کی فکر کرے کیونکہ دل جڑھ کا قائم مقام ہے اور گندی جڑھ سے کبھی پاک درخت پیدا نہیں ہو سکتا۔"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 115-117)

سامعین! جیسا کہ ہم اوپر سنتے آ رہے ہیں کہ دل کو انسانی جسم کے اعضاء میں مرکزی کردار حاصل ہے۔ اگر دل دھڑک رہا ہے تو سارے اعضاء فعّال ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی غلطی کر و تو اِدھر اُدھر سے فتویٰ لینے کی بجائے اپنے دل سے فتویٰ مانگو وہ تمہارا بڑا مفتی ہے۔ نیکی وہ ہے جس سے تمہارا دل اور نفس مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو دل اور نفس میں کھٹکے اور سینے میں تنگی پیدا کرے خواہ ارد گرد کے لوگ اسے جائز ہونے کا فتویٰ ہی دیں۔

(مسند احمد بن حنبل)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

لیکن جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسۡتَفۡتِ نَفۡسَکَ (اپنے نفس سے فتویٰ پوچھ) کے الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔ ضروری ہے کہ دل کا فتویٰ لینے کے لئے انسان دوسروں سے علیحدہ ہو کر خلوت میں سوچے اور تقویٰ کو مدِّ نظر رکھ کر اپنے دل کا فتویٰ لے ورنہ دوسروں کی رائے اس کی ضمیر پر غالب آکر اس کی شمع فطرت پر پردہ ڈال دے گی لیکن اگر وہ علیحد گی میں بیٹھ کر اور تمام خارجی اثرات سے الگ ہو کر اپنے دل سے فتویٰ پوچھے گا تو اس کے دل کی فطری روشنی اس کے لئے ایسی شمع ہدایت مہیا کر دے گی جسے ازل سے نیکی بدی میں امتیاز کرنے کی طاقت حاصل ہو چکی ہے اور اگر غور کیا جائے تو یہ نیکی بدی کا فطری شعور خدا کی ہستی پر بھی ایک بھاری دلیل ہے کیونکہ اگر نعوذ باللہ خدا کوئی نہیں تو یہ نیکی بدی کا فطری شعور جو انسان کی دل کی گہرائیوں میں مرکوز ہو کر اس کی ہدایت کا سامان مہیا کر رہا ہے کہاں سے آگیا ہے؟"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 119۔ 120)

سامعین! یہاں مَیں ایک لطیف نکتہ آپ سامعین کو بتانا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلب، دل کو کہتے ہیں اور قَلَّب، قلبہ دانی یعنی کھیتی باڑی کو کہتے ہیں جس میں کسان کھیت کی مٹی کو اُلٹا تا پلٹا تا ہے۔ جڑی بوٹیاں نکال کر نئی فصل کے لیے زمین تیار کرتا ہے۔ آپ نے ایک جگہ دل کو کھیتی بھی قرار دیا ہے لہذا ایک مؤمن دل کی نالیوں میں اعتکاف کر کے اُس کی آلائشیں نکال باہر پھینکتا ہے۔ اُسے صاف سُتھرا رہنے کا مقام بنا دیتا ہے۔ جس طرح دل سے مادی خون صاف ہو کر سارے جسم کو طاقت دیتا ہے بعینہٖ روحانی معنوں میں ایک مؤمن کا دل میں اعتکاف کرنا اُس کی روحانی بدیوں، بُرائیوں کو دور کر کے نیکیوں میں بدل کر روحانی جسم کو طاقت پہنچاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بیعت لینے کے بعد قادیان آکر رہنے سے فصل پکنے اور بارآور ہونے کی امید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے۔ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا (الحدید:18) زمیندار کو کس قدر تردّد کرنا پڑتا ہے۔ بیل خریدتا ہے۔ ہل چلاتا ہے۔ تخمریزی کرتا ہے۔ آبپاشی کرتا ہے۔ غرضیکہ بہت بڑی محنت کرتا ہے اور جب تک خود دخل نہ دے کچھ بھی نہیں بنتا۔ لکھا ہے کہ ایک شخص نے پتّھر پر لکھا دیکھا۔ "زرع، زرہی زرہے"۔ کھیتی تو کرنے لگا، مگر نوکروں کے سپُرد کر دی۔ لیکن جب حساب لیا۔ کچھ وصول ہونا تو درکنار کچھ واجب الادا ہی نکلا۔ پھر اُس کو اس موقع پر شک پیدا ہوا تو کسی دانشمند نے سمجھایا کہ نصیحت تو سچی ہے، لیکن تمہاری بے وقوفی ہے۔ خود مہتمم بنو، تب فائدہ ہو گا۔ ٹھیک اسی طرح پر ارضِ دل کی خاصیت ہے جو اُس کو بے عزّتی کی نِگاہ سے دیکھتا ہے اس کو خدا تعالیٰ کا فضل اور برکت نہیں ملتی۔ یاد رکھو! مَیں جو اصلاحِ خلق کے واسطے کے لئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے، لیکن مَیں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اُس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُس کے لئے کچھ نہیں ہے وہ جیسا تہی دست آیا تھا۔ جیسا تہی دست جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 351)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے صرف قرآن کریم میں ہاتھ پیر کے گناہوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ کان اور آنکھ اور دل کے گناہوں کا بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ وہ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا یعنی کان اور آنکھ اور دل جو ہیں ان سب سے باز پرس کی جائے گی۔ اب دیکھو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کان اور آنکھ کے گناہ کا ذکر کیا ایسا ہی دل کے گناہ کا بھی ذکر کیا مگر دل کا گناہ خطرات اور خیالات نہیں ہیں کیونکہ وہ تو دل کے بس میں نہیں ہیں بلکہ دل کا گناہ پختہ ارادہ کر لینا ہے۔ صرف ایسے خیالات جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں گناہ میں داخل نہیں۔ ہاں اس وقت داخل ہو جائیں گے جب ان پر عزیمت کرے اور ان کے ارتکاب کا ارادہ کر لیوے۔"

(نور القرآن، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 427-428)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ایک تو واضح واضح احکام فرما دیئے کہ یہ کرنے ہیں اور یہ نہیں کرنے۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں جب کسی شک و شبہ کی گنجائش پیدا ہو تو اُن سے بچنا چاہئے۔ تقویٰ یہی ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے منع کیا ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ جس طرح کسی بادشاہ کی کوئی رکھ ہو اور وہاں باڑ لگی

ہو۔ فصلیں لگی ہوں اور کوئی اپنی بکریاں چراتا ہوا ان میں چلا جائے۔ پھر فرمایا کہ **یہ دل ایک لوتھڑا ہے، جو انسان کے جسم میں ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے۔ اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم جو ہے، بدن جو ہے، وہ خراب ہو جاتا ہے۔** پس اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اوامر و نواہی جو ہیں جس کے کرنے کا اور نہ کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اُس کے مطابق زندگی گزارنا اس مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے رحم کو جزا سزا کے دن جذب کرنے والا ہے۔ ورنہ انسان اللہ تعالیٰ کی سزا کے نیچے آ سکتا ہے اور دل کی نشاندہی فرمادی کہ تمہارے دلوں سے ہی نیکی اٹھتی ہے اور انہی میں سے بیماریاں پنپتی ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے تو اس کو ہر قسم کے گند سے پاک کرو۔ بعض چیزیں دیکھ کے انسان بعض دفعہ بُرائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس کو احساس نہیں رہتا کہ کسی گناہ میں پڑنے لگا ہے۔ اس لئے ہمیشہ دل پر نظر رکھنی چاہئے کہ یہی دل ہے جس میں آئے ہوئے خیالات اور اس کے بعد کئے گئے عمل کے مطابق پھر آپ اللہ تعالیٰ سے اجر پانے والے بھی ہو سکتے ہیں اور اس کی سزا کے مورد بھی بن سکتے ہیں۔"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 130)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز بقعۃُ النور عمران۔ جرمنی)

۞۞۞۞